سید شہاب الدین شاہ

روہنگیا مسلمان اور الحاقِ پاکستان

یہ مثال پوری دنیا میں شاید ہی کہیں مل سکے کہ محض مذہب کے نام پر کسی خطے یا ملک کی بنیاد رکھی جائے ماسوائے وطنِ عزیز پاکستان کے جس کا قیام جس کا مقصد صرف اور صرف اسلام کے سنہری اصولوں کو قانونی اور قومی دھارے میں شامل کر کے مملکت خداداد کی اصل روح کو زندہ رکھنا تھا۔ الحمدللہ ہمارے آپ کے بزرگوں کی بے لوث اور انتھک محنتوں اور بے شمار قربانیوں کی وجہ سے آج مکمل آزادی کے ساتھ پاکستان میں اسلامی عبادات اور قانونی معاملات خوش اسلوبی سے طے پائے جا رہے ہیں، یہ بات شاید کم لوگ ہی جانتے ہوں گے کہ جب تحریک پاکستان اپنے نقطۂ عروج کو چھو رہی تھی اور یہ امکان واضح ہو گیا تھا کہ وہ وقت دور نہیں جب آزاد اسلامی مملکت کا قیام ہو کر رہے گا۔ ایسے میں دیگر ریاستوں کے ساتھ ساتھ ایک ریاست ارکان (جو کہ اب برما کا ایک صوبہ ہے) مسلم اکثریتی آبادی پر مشتمل تھی۔ جہاں کے عمائدین نے یہ کوشش شروع کی کہ کس طرح پاکستان کے ساتھ الحاق ہو جائے لیکن شومئی قسمت سے بعض نادیدہ قوتوں نے یہ مبارک کوشش بار آور ثابت نہ ہونے دی۔ چنانچہ برما کے بدھسٹ تمام تر ریاستی اور جغرافیائی قدروں کو پامال کرتے ہوئے آزاد ریاست ارکان پر چڑھ دوڑے۔ پھر چشمِ فلک نے وہ نظارہ بھی دیکھا کہ اپنے دیس کے باسی اپنے ہی دیس میں بیگانے بنا دیے گئے۔ اسلامی تعلیمات سے لے کر سماجی اور کاروباری زندگیوں میں کفر والحاد کا زہر گھول دیا گیا۔ جس میں مزید شدت ۱۹۶۲ء میں برما پر مارشل لاء کے نفاذ کی صورت میں پیدا ہوئی، مسلمان بچیوں کی آبرو ریزی، نوجوانوں کو چن چن کر مارنے کا نہ ختم ہونے والا ہولناک سلسلہ شروع ہوا۔ بربریت کی یہ لہر گذشتہ کئی دہائیوں سے مسلسل جاری ہے۔ اس وقت بنگلہ دیش پاکستان کا حصہ تھا اور مسندِ صدارت پر جنرل محمد ایوب متمکن تھے۔ انھیں جب روہنگیا مسلمانوں پر بے انتہاء ظلم و تشدد کی اطلاعات ملیں تو انھوں نے جرأت مندانہ اور واشگاف لفظوں میں برما کی بدھسٹ حکومت کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ کیا میں اپنی افواج کو حکم دے دوں کہ وہ رنگون میں پہنچ کر قابض ہو جائے؟

لہٰذا روہنگیا مسلمانوں پر جاری تشدد کی لہر صدر محمد ایوب کے دورِ حکومت میں کسی قدر تھمی رہی لیکن ایک تو صدر ایوب کی معزولی اور دوسرا سقوطِ ڈھاکہ کا المناک حادثہ رونما ہو گیا جو دیگر مسلمانانِ پاکستان کے لیے کڑی آزمائش کا باعث بنا وہاں ارکان کے روہنگیا مسلمانوں کے لیے ہولناکیوں کا پیامبر ثابت ہوا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد اپنے دورِ حکومت میں جنرل محمد ضیاء الحق نے بھی حکومتِ برما کو متنبہ کیا۔ بعد ازاں وقت نے مزید انگڑائیاں لیں اور پیپلز پارٹی کے آصف زرداری کرسی صدارت پر جلوہ گر ہوئے جنھوں نے او آئی سی کے ایک اہم اجلاس کے موقع پر روہنگیا مسلمانوں کے مظالم پر مؤثر آواز اٹھائی جسے خاص اہمیت اور پذیرائی بھی ملی اس موقع پر پاکستان میڈیا بھی لائقِ تحسین ہے جنھوں نے بہت دیر سے ہی سہی لیکن مذکورہ مظالم کو پوری دنیا کے سامنے بھرپور انداز میں واضح کیا۔

الحمدللہ فضا بدلی، سوچیں نئے رخ کی طرف مائل ہوئیں اور ملتِ اسلامیہ کے مسلمانوں میں بیداری کی لہر نے اپنے اثرات مرتب کیے اور روہنگیا مسلمانوں کی حالتِ زار پر پاکستان بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں میں بے چینی پھیل گئی اور سراپا احتجاج بن کر سڑکوں پر نکل آئے، ترکی اور سعودیہ کی حکومتوں نے نہ صرف بین الاقوامی سطح پر آواز اٹھائی بلکہ امدادی مہم کو بھی فعال کیا اور خاطر خواہ صورت میں مدد کے لیے عملاً اقدامات کیے۔ بلاتفریق پاکستانیوں کے تمام سیاستدان حضرات نے دوٹوک

الفاظ میں پریس کانفرنسز اور احتجاج کے ذریعے شدید مذمتی بیانات دیئے حتیٰ کہ قومی اسمبلی سینٹ اور تمام صوبائی اسمبلیوں میں متفقہ قراردادیں پاس ہوئیں۔ پاکستان مسلم لیگ (ن)، پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان تحریک انصاف، جمعیت علماءِ اسلام اور دیگر سیاسی جماعتوں کے قائدین کی بھرپور مذمت سے پورا میڈیا، پورا پاکستان گونج اٹھا۔ ایسے میں ارضِ پاک کے متقدر علماء کرام ومشائخ عظام نے بھی اپنی بھرپور نمائندگی سے نوازا۔ وفاق المدارس وتنظیمات المدارس، رابطۃ المدارس الاسلامیہ، وفاق المدارس السّلفیہ وجمعیت اشاعت التوحید والسنّت اور دیگر مذہبی وسیاسی جماعتوں نے برما کے روہنگیا مسلمانوں پر جاری ظالمانہ تشدد کی لہر پر پُرزور مذمت کی اور ملکی سطح پر احتجاجی مظاہروں سے میڈیا کی وساطت سے پوری دنیا کو باور کروایا کہ روہنگیا مسلمان اس وقت کرۂ ارض کی مظلوم ترین اور لاچار قوم ہے جن پر جاری بربریت کو ختم کروانے میں عالمی برادری مؤثر کردار ادا کرے۔ لہٰذا اس صدا کی گونج متعدد ممالک کے ایوانوں تک پہنچ گئی جس کا وقتی طور پر تو ردِعمل محسوس ہوا لیکن بعد ازاں اس میں سُستی دیکھنے کو ملی شاید یہی وجہ ہے کہ برما کے بدھسٹ عوام اور بھکشو بدمست ہاتھی کی طرح دندناتے نظر آرہے ہیں۔

قارئین محترم! آزاد اور پرامن زندگی کے تصور سے کوسوں دور روہنگیا مسلمانوں کے لیے اب ایک سوچی سمجھی اور منظّم سازش کے تحت صوبہ ارکان کے جنگلی اور پہاڑی علاقوں میں حکومتی نگرانی میں مہاجر بستیاں آباد کی جا رہی ہیں۔ یوں روہنگیا مسلمان اپنے دیس میں رہتے ہوئے مہاجرانہ زندگی اپنانے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ جن کی جائیدادیں، آباءواجداد صدیوں سے ارکان میں رہے۔ ظالموں کے مظالم ہیں کہ بڑھتے جا رہے ہیں۔ ایک طرف جائیدادوں سے محرومی تو دوسری طرف اپنے ملک میں رہنے کے باوجود غیر ملکی قرار دیے جا رہے ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ برما کے حالیہ الیکشن میں بھی ارکان کے روہنگیا مسلمان اجنبی بنا دیے گئے انھیں ووٹ کاسٹ کرنے کے بنیادی اختیار سے محروم کر دیا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں قومی شناخت کو ختم کرتے ہوئے روہنگیا مسلمانوں کو غیر ملکی قرار دینے پر عملاً کام شروع کر دیا گیا ہے۔ ستم بالائے ستم پوری دنیا کا آزاد میڈیا اور انسانی حقوق کی تنظیمیں آج منہ میں دہی جمائے محوِ تماشہ نظر آرہی ہیں۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر مسلمان اپنے طور پر مظلوم روہنگیا مسلمانوں کی مدد واعانت میں آگے آئے۔ گو یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اسلامی ممالک کے کچھ مسلم حکمران بے حمیتی اور خودغرضی کی غلاظت کو فخر کا مقام سمجھے اپنے حال میں مست نظر آرہے ہیں۔ مقامِ تشکر ہے کہ اب بھی اصحابِ خیر حضرات کی کمی نہیں ہے جن کے دلوں کی دھڑکنیں، جن کے جذبات اپنے روہنگیا مسلمان بھائیوں کی تکالیف اور مصائب پر تڑپتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء کرام اور مشائخ عظام نے روہنگیا مسلمانوں کی زبوں حالی کے پیشِ نظر رفاہی اور فلاحی امداد پہنچانے کے لیے اور اسلامی تعلیمات کو مہاجر بچوں میں عام کرنے کے لیے ایسے حالات میں اقدامات کے حوالے سے باقاعدہ ٹرسٹ کی بنیاد رکھنے کے لیے ارادہ فرمایا کہ مختلف عیسائی این جی اوز کی منظّم اور مذموم کارستانیوں کا کچھ مداوا ہوسکے۔ چنانچہ اللہ پاک کے فضل وکرم اور بزرگانِ دین کی مخلصانہ کوششوں سے کم وبیش ۲۹ سال قبل ''خالد بن ولید ٹرسٹ'' کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کی امارت استاذ العلماء حضرت مولانا محمد سلیم اللہ خان مدظلہٗ کے شاگرد رشید مولانا عبدالقدوس برمی کو سونپی گئی جو تاحال اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ مصروفِ عمل ہیں۔ لہٰذا ان کے ساتھ رابطہ کرنے والے حضرات مندرجہ ذیل فون نمبروں پر بات کرسکتے ہیں۔

0320-8236500-0336-1258654-0321-2268094